بیجنگ کانفرنس : خواتین کے لیے دعوتِ عمل

محمد ایوب منیر

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بھیجا تو ایک ضابطۂ ہدایت بھی ساتھ نازل کیا اور بتا دیا کہ جو اس کی پیروی کرے گا وہی دنیا اور آخرت میں پریشانی اور خوف سے محفوظ رہے گا۔ بندوں کے لیے ان کے رب کا ضابطۂ ہدایت آج قرآن پاک کی شکل میں محفوظ ہے۔ یہ انسان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ اسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑ دے گا بلکہ اسے راہ دکھانے کا پورا انتظام فرمائے گا لیکن یہ اختیار انسان کو ہو گا کہ وہ اس راستہ کو اختیار کرے' یا نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت سے انسان کی دو جنسیں تخلیق کیں اور ان کا ایک دوسرے سے تعلق پیدا فرما کر نسل انسانی کی بقا کا سامان کیا۔ اس کے دیے ہوئے ضابطہ حیات میں اس باب میں نہایت واضح اور تفصیلی ہدایات موجود ہیں۔ انسان کی فطرت سے' مرد اور عورت کی نفسیات سے' ان کی ٹیڑھ اور کجی سے' پیدا کرنے والے سے زیادہ کون واقف ہو سکتا ہے۔ اس نے سب کا لحاظ رکھ کر احکامات دیے اور حدود متعین کیں۔ ان کی پابندی کی جائے تو معاشرہ سکون و سلامتی کا گہوارہ ہو' اور خلاف ورزی کی جائے تو بے اطمینانی اور فساد کا دور دورہ۔

انسانی تاریخ گواہ ہے' اور قرآن قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ جب بھی انسان نے ہدایت الٰہی سے منہ موڑا ہے' منہ کی کھائی ہے۔ آخرت میں جس انجام کا وعدہ ہے' اس سے تو مفر نہیں' لیکن اس دنیا میں بھی اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کو عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ آج کا مغرب' دیکھنے والی آنکھوں کے لیے' اس کی تصویر پیش کر رہا ہے۔ مغرب اپنی عقل سے مرد اور عورت کی نام نہاد مساوات کا نظریہ لے کر آیا۔ عورت کارخانے اور بازار میں آگئی' آزادانہ اختلاط اس تہذیب کی پہچان بن گیا' آزادی اور مساوات کا سبق پڑھ کر عورت مرد کو لبھانے کے لیے شمع محفل بن گئی' معاشرے میں اخلاقی مفاسد کا دروازہ کھل گیا۔ ساتھ ہی سائنسی ترقی نے وسائل ابلاغ میں نت نئی جدتیں پیدا کیں' اخبارات و رسائل برہنگی میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی دوڑ میں لگ

گئے ' فلم اور پھر ٹیلی ویژن نے آکر رہی سہی کسر پوری کر دی اور تعمیر و تشکیل کے یہ موثر اور مفید ذرائع اشاعت فحش کے ذرائع بن گئے ۔ عورت ایک ماڈل اور شے تجارت بن کر رہ گئی ۔ نفس کی تسکین کے لیے کسی چیز سے بھی دریغ نہیں کیا گیا ۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ خاندانی زندگی درہم برہم ہوگئی ' زنا کاری عام ہوئی اور اسے برا سمجھنے کا رجحان بھی کمزور پڑ گیا ۔ مغرب کے ذرائع خود ہی اعداد و شمار جمع کر کے بتاتے رہتے ہیں کہ کتنے منٹ میں کتنی عصمتیں لٹتی ہیں ' کتنے خاندان تباہ ہو رہے ہیں ' کتنے خاندان واحد والدین ' پال رہے ہیں اور معصوم بچے کن کن نفسیاتی مسائل سے دوچار ہیں ۔ ہدایتِ الٰہی سے بغاوت کر کے زندگی گزارنے کے جو نتائج معاشرتی زندگی میں آئے ' آج مغرب کے طبع سلیم رکھنے والے اہلِ فکر کو بھی پریشان کیے ہوئے ہیں ۔

آج کے مغرب میں عورت ایک مظلوم ہستی ہے ۔ جب مشرقی یورپ پر سے کمیونزم کا آہنی پردہ اٹھا ' اور وہاں کی معاشرتی زندگی سامنے آئی تو خود مغرب کے رسائل و جرائد نے نقشہ کھینچا کہ کس طرح ایک ڈالر کے لیے اور ایک وقت کے کھانے کے لیے وہاں کی عورت عصمت لٹانے کو سڑکوں پر کھڑی ہے ۔ نسوانیت کی اس سے زیادہ تذلیل اور کیا ہو سکتی ہے ؟ دوسری طرف چین میں جہاں ایک ارب سے زیادہ انسان بستے ہیں ' صرف ایک بچے کی اجازت کی پالیسی کی وجہ سے ۵ لاکھ لڑکیاں رحمِ مادر میں پیدا ہوتے ہی قتل کر دی جاتی ہیں ۔ بھارت کی کہانی بھی مختلف نہیں ۔ عربوں کا دورِ جاہلیت خواہ مخواہ ہی بدنام ہے ۔

لیکن لطف یہ ہے کہ مغرب کو سب سے زیادہ فخر اسی بات پر ہے کہ اس نے عورت کو حقوق دیے ہیں اور ایک مقام دیا ہے ۔ اسے معاشرے ' مذہب اور اخلاقی اقدار کے بندھنوں سے آزاد کر دیا ہے ' اب اسے اختیار ہے کہ اپنے بارے میں خود فیصلہ کرے کہ کس حمل کو رکھے ' کسے ضائع کرے ' چاہے مرد کے ساتھ زندگی گزارے ' چاہے عورت کے ساتھ ' اور جب چاہے ساتھ چھوڑ دے ۔ لیکن مثبت بات یہ ہے کہ یہ فیصلے کرنے کے لیے اسے تعلیم ملنا چاہیے ' صحت کے لیے سب سہولتیں فراہم ہونا چاہییں اور ملازمت اور کاروبار کے مواقع ملنا چاہییں ۔

مغرب کا دوسری تہذیبوں پر ' خصوصاً اسلام پر ' سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس نے عورت کو ثانوی حیثیت دے کر جائز حقوق سے محروم کر دیا ہے ۔ مرد جب چاہے عورت کو طلاق دے دے ' چار چار شادیاں کرے ' بڑے بڑے حرم رکھے ۔ اسے وراثت میں حصہ بھی نصف ملتا ہے ' اس کی دیت بھی آدھی ہے اور گواہی بھی نصف شمار ہوتی ہے ۔ اسے نہ تعلیم مہیا ہے ' نہ علاج کی سہولت ۔ ہر طرح کا ظلم اس پر رَوا ہے ' جس کی نہ داد ہے نہ فریاد ۔ اس کے فیصلے اس کے مرد کرتے ہیں ۔ اسے اپنے جسم

پر کوئی اختیار نہیں۔ وہ پابند' مجبور اور مظلوم ہے۔ اسے جاہل اور پسماندہ رکھا جاتا ہے۔

ایک جارح اور غالب تہذیب کی شان کے ساتھ' مغرب کی یہ کوشش ہے کہ تیسری دنیا اور مسلم ممالک میں عورت کے بارے میں اپنی اقدار اور تصورات رائج کرے۔ ایک منظم منصوبے کے تحت اقوام متحدہ کی سرپرستی میں عالمی کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ میکسیکو (۱۹۷۵) 'کوپن ہیگن (۱۹۸۰) اور نیروبی (۱۹۹۰) کے بعد اب ۱۸۹ ممالک کے پانچ ہزار چار سو مندوبین اور ۴۰ ہزار خواتین پر مشتمل غیر سرکاری وفود کی بیجنگ میں کانفرنس ہوئی ہے۔ ۱۴ ستمبر کو اس ۱۱ روزہ کانفرنس کا اختتام ہوا۔ پہلے سے ایک ایجنڈا فراہم کر دیا گیا جو دنیا بھر میں موضوع بحث بنا۔ کانفرنس نے ایک پلیٹ فارم فار ایکشن 'منظور کر کے' حکومتوں کو راہِ عمل دکھائی ہے کہ انھیں خواتین کے حقوق کے لیے کیا کرنا ہے۔ عمل تو جو ملک جتنا کرے' لیکن محض کانفرنس کا انعقاد' اس کے موضوعات کا زیر بحث آنا' حکومتوں اور غیر سرکاری انجمنوں (این جی اوز) کی اس بڑے پیمانے پر شرکت' اس ایجنڈے کا آگے بڑھنا ہے' جو مغرب کے پیش نظر ہے۔ اسے آگے بڑھانے کے لیے صرف کانفرنس ہی واحد ذریعہ نہیں' بین الاقوامی ٹی وی نیٹ ورک' اور خود تیسری دنیا اور مسلم ممالک کی اپنی حکومتیں' اور ان کے ذرائع' اس میں پیش پیش ہیں۔ اس کانفرنس پر تبصروں میں یہ بات مشترک طور پر کہی گئی ہے کہ یہاں دو مختلف نقطہ ہائے نظر کی کشمکش رہی۔ مغرب کا لبرل اور دوسرا قدیم روایتی جسے اسلامی اور کیتھولک لابی نے آگے بڑھایا' یعنی ایک ہدایت الٰہی سے بغاوت پر مبنی رویہ اور دوسرا اس کے اتباع کا رویہ۔

امت مسلمہ کی ہدایت الٰہی کی حامل قوموں کی' بدنصیبی ہے کہ ان کے معاشروں کی عملی تصویر کہ مغرب کو الزامات لگانے اور مصلح بن کر آگے بڑھنے کا جواز فراہم کرتی ہے۔ پھر وہ شریعت کو زد میں لے آتے ہیں اور اپنی اقدار کی ترویج کے لیے تدابیر تجویز کرتے ہیں۔ ان کانفرنسوں کا ایک مقصد بجا طور پر یہ رہا ہے کہ خواتین کے لیے تعلیم عام ہو' علاج کی سہولت فراہم ہو اور انھیں عزت و وقار ملے۔ اس لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو بہت کچھ ہونے کے باوجود بھی مسلم ممالک فی صد کے حوالے عموماً دنیا میں سب سے نیچے آتے ہیں۔ ڈاکٹر محبوب الحق نے اس کانفرنس کے موقع پر اقوام متحدہ کے لیے تیار کردہ رپورٹ میں ترقی کے جو نئے اشارے متعارف کروائے' ان کی رو سے بھی مسلم ممالک سب سے نیچے ہیں۔ اب افغانستان میں طالبان کے لڑکیوں کے اسکول بند کرنے سے عالمی میڈیا کو ایک اور موضوع مل گیا ہے۔ پاکستان کی مثال لیں' اس بحث میں نہ پڑیں کہ لڑکوں کی تعلیم کی کیا صورت حال ہے' اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ لڑکیوں کی تعلیم خاص طور پر بے توجہی کا شکار ہے۔ دیہی خواتین میں خواندگی کی شرح کیا ہے۔ یقیناً اس میں اسلام کا کوئی قصور نہیں' لیکن مغرب کی نظر میں اصل ملزم اسلام ہی ٹھہرتا

ہے۔ اس طرح علاج کی سہولتوں کا معاملہ ہے۔ اسلام نے اس سے نہیں روکا کہ خواتین کو علاج کی سہولت فراہم ہو لیکن اگر مسلم ممالک میں عموماً اس میں لاپرواہی برتی جاتی ہو تو اسلام ہی پر الزام آتا ہے۔ عورتوں کو جو حقوق اسلام نے دیے ہیں' وہ عورتوں کو حاصل نہیں ہیں۔ یہ ایک امر واقعہ ہے جسے سب تسلیم کرتے ہیں۔ یہ دعوے تو بہت ہیں کہ اسلام نے عورت کو جب یہ حقوق دیے' اس وقت دنیا ان کا تصور تک نہ رکھتی تھی۔ آج کی مسلمان عورت رسوم و رواج کے بندھنوں میں اتنی جکڑ گئی ہے اور حقیقتاً اتنی مظلوم ہے' الا ماشاء اللہ' احیائے اسلام کی جدوجہد کا ایک پہلو یہ بھی ہونا چاہیے کہ خواتین کو ان کے وہ حقوق دیے جائیں جو اسلام نے ان کو دیے ہیں۔ اگر مسلمان معاشروں میں عورت کو وہ باعزت مقام فی الواقع ملے جو اسلام اسے دیتا ہے تو مغرب کو اعتراض کرنے کے لیے کچھ نہ ملے گا بلکہ ان کی تہذیب کی ستائی ہوئی مظلوم عورت' اسلام کی طرف آئے گی۔ موجودہ گئی گزری صورت حال میں بھی جو سعید روحیں اسلام کی تعلیمات تک پہنچتی ہیں' اور مسلمانوں کے طرز عمل کو بنیاد نہیں بناتیں' اسلام کی طرف آرہی ہیں۔

بیجنگ کانفرنس نے ضبط تولید اور اسقاط حمل کے بارے میں مختلف ممالک کو خود پالیسی بنانے کی گنجایش دی ہے۔ یہ اسلامی موقف پیش کرنے والی حکومتوں اور رومن کیتھولک عناصر کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ مسلم حکومتوں کو خواتین کے حقوق کے لیے مغلوب اور مرعوب ذہنیت کے بجائے' اللہ کی ہدایت کے درست ہونے پر مکمل ایقان کے ساتھ' اپنی پالیسیاں تشکیل دینا چاہییں اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے' اعتدال کی راہ اختیار کرنا چاہیے۔ خواتین کی موجودہ صورت حال حق رکھتی ہے کہ اسے غیر معمولی اہمیت دی جائے اور اپنی تہذیب و روایات کی روشنی میں اسے حل کیا جائے۔ خواتین کے بارے میں پاکستان نے جو سرکاری رپورٹ پیش کی اس میں حدود کو نشانہ بنایا گیا۔ تین بڑے مسلم ممالک میں خواتین وزرائے اعظم کو اسلامی معاشروں میں عورت کو مقام نہ دینے کے جواب میں برہان قاطع کے طور پر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ اصل مسئلہ چند عورتوں کا کوئی مقام حاصل کرنا نہیں ہے۔ اگر یہ مقام مغرب کا پسندیدہ ہے' اور اسلام کو مطلوب نہیں ہے' تو آخری تجزیہ میں اس سے مسلمان معاشروں میں عورتوں کے حقوق کا مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ضرورت اس کی ہے کہ ہر مسلمان عورت کو اس کے حقوق ملیں' اس کے وہ حقوق جو اس کے خالق و مالک نے اپنے ضابطہ ہدایت میں اسے عطا کیے ہیں اور جن کے سلب کیے جانے کی وجہ سے آج کے مسلمان معاشروں میں بھی وہ پریشان حال اور مظلوم ہے۔

بیجنگ کانفرنس خواتین کے لیے دعوتِ عمل ہے۔ کانفرنس نے تو مغرب زدہ خواتین کو آگے

بڑھنے کے لیے لائحہ عمل دیا ہے لیکن ہمارے نزدیک اس کا اصل پیغام مسلم راہ نماؤں کے لیے 'او تعلیم یافتہ قائد مسلم خواتین کے لیے ہے - حقیقتاً یہ ان کے لیے دعوت عمل ہے - وہ مسلم معاشروں کو اسلام کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں صورت گری کریں - عورت کو اس کا حقیقی مقام دیں - اس مثبت جدوجہد کو ایک مہم اور تحریک بنا کر چلائیں - اس میں پیش آنے والی مزاحمتوں کا مقابلہ کریں - یہ بیجنگ کانفرنس کا صحیح جواب ہو گا اور وہ دن قریب آئے گا جب خود مغرب اپنے نظام کے مفاسد سے عاجز آ کر اسلام میں عورت کے مقام کو فطرت و ضرورت کے مطابق تسلیم کر کے اس کی طرف رجوع کرے گا - اس لیے کہ ہدایت الٰہی کے مطابق عورت کو اس کا حقیقی مقام دے کر زندگی گزارنے سے معاشرتی زندگی میں چین و سکون ملے گا - آج اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ 'اسلامی تعلیمات پر عمل نہ ہونا ہے - مسلمانوں کے پاس نسخہ کیمیا ہے 'مگر وہ غیروں کے ایسے اسیر ہو گئے ہیں کہ اپنی دولت کا احساس کھو بیٹھے ہیں - ان کے معاشرے اسلام کا نمونہ بن جائیں تو دنیا فوج در فوج داخلے کا منظر بھی دیکھ لے گی -

----

پشاور اور سرحد کے دیگر شہروں میں ترجمان حاصل کرنے کے خواہش مند درج ذیل پتہ پر رابطہ کر سکتے ہیں -

دی بک ڈسٹری بیوٹرز 'پشاور

السید پلازہ - آبدارہ چوک 'جمرود روڈ 'پشاور

فون: نورورجان '244566